Al-Mīthāq ***(Research Journal of Islamic Theology)***
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 03, **Issue** 03, October-December 2024, **PP**: 87-99
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

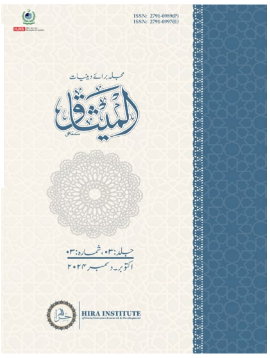

سیرتِ طیبہ کے تناظر میں تربیت کے اصول واسالیب

Principles and Strategies of Training in the Light of the Prophetic Sīrah

1. Rashid Ali noorgujjarnns@gmail.com	*M.Phil Scholar,* *Department of Islamic Studies,* *Hamdard University, Karachi.*
2. Dr. Muhammad Shamim Akhtar m.shamim@hamdard.edu.pk	*Assistant Professor,* *Department of Islamic Studies,* *Hamdard University, Karachi.*
3. Zeeshan Abid zeeshababid962@gmail.com	*M.Phil Scholar,* *Department of Islamic Studies,* *Hamdard University, Karachi.*

How to Cite: Rashid Ali, Dr. Muhammad Shamim Akhtar and Zeeshan Abid. 2024: "Principles and Strategies of Training in the Light of the Prophetic Sīrah". Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 3 (03): 87-99.

Article History: **Received**: 20-11-2024 | **Accepted**: 10-12-2024 | **Published**: 30-12-2024

Copyright: **©The Authors**

Licensing: CC BY — This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest.

Abstract & Indexing

DRJI, Advanced Sciences Index, CiteFactor, Asian Research Index, SCI, Google Scholar, اردو جرائد اشاریہ, تحقیقات تحقیقاتی اشاریہ, ADL Asian Digital Library, EuroPub

Publisher

HIRA INSTITUTE of Social Sciences Research & Development

سیرتِ طیبہ کے تناظر میں تربیت کے اصول واسالیب

Principles and Strategies of Training in the Light of the Prophetic Sīrah

1. **Rashid Ali**
   M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Hamdard University, Karachi.
   noorgujjarnns@gmail.com

2. **Dr. Muhammad Shamim Akhtar**
   Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Hamdard University, Karachi.
   m.shamim@hamdard.edu.pk

3. **Zeeshan Abid**
   M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Hamdard University, Karachi.
   zeeshababid962@gmail.com

Abstract

In an era of unprecedented advancements in education, institutions and nations take pride in their innovative teaching methodologies. Yet, for Muslims, it is vital to highlight the timeless and universal training principles derived from the Prophetic Sīrah, which offer unmatched guidance for nurturing individuals and communities. The Holy Qur'ān identifies tarbiyah (training and nurturing) as a key mission of Prophet Muhammad (ﷺ), who proclaimed, "I was sent as a teacher." This study explores the Qur'ān, Ḥadīth, and the biography of the Prophet (ﷺ) to uncover foundational principles of education that remain profoundly relevant today. These principles include welcoming students warmly, fostering respect, encouraging inquiry, promoting critical thinking, utilizing repetition for clarity, combining theoretical and practical methods, explaining concepts through examples and gestures, and embedding moral guidance through prayer. The research highlights the compatibility and transformative impact of these principles on modern educational practices, emphasizing their enduring value. It also calls for further exploration of the Prophetic teachings on leadership, commerce, and economics to provide holistic solutions for contemporary challenges.

Keywords: *Education, Teaching Methods, Sīrah, Questionnaire, Motivation.*

تعارف

آج دنیا تعلیم و تعلم کی ترقی میں عروج پر ہے۔ ہر طبقے، ملک اور ادارے کا اپنا طریقہ تربیت اور مہارت کا دعویٰ ہے۔ بحیثیت مسلمان یہ سمجھنے اور دنیا پر واضح کرنے کی ضرورت ہے کہ تربیت کے اصول وضوابط جو معلم اعظم ﷺ نے عطا کیے ان کو دنیا میں عام کیا جائے اور تربیتی اصولوں کے طور پر نافذ کیا جائے۔ قرآن پاک میں معلم اعظم ﷺ کے مقاصد بعثت میں سے ایک مقصد تربیت بیان ہوا ہے، اسی طرح معلم اعظم ﷺ نے فرمایا: "إنما بعثت معلماً" کہ مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا۔ رسول اللہ کے مقاصدِ بعثت اور تربیت کے حوالے سے موجودہ حالات کا تقاضا ہے کہ اسلامی مصادر یعنی قرآن وحدیث اور سیرت کے خزائن کا گہرا مطالعہ کرکے معلم اعظم ﷺ کے تربیتی اصولوں کا انتخاب کیا جائے اور ان پر تبصرہ و تجزیہ کرتے ہوئے ان اسالیب کی اہمیت کو اُجاگر کیا جائے۔

معلم اعظم ﷺ مربی عالم، مُعلم کائنات اور حقیقی رہبرِ انسانیت ہیں۔ آج دنیا میں تعلیم و تربیت کا بہت رجحان اور اِس پر قدرے محنت کی جارہی ہے لیکن قابلِ غور یہ ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ مغرب اور مغرب کے پروردہ لبرلز و مستشرقین مسلمانوں کو

تربیت سے نابلد گردانتے کے بے بنیاد دعوے کرتے ہیں۔ ہمارے منتخب کردہ اس عنوان پر لکھنے سے یہ واضح ہو گا کہ دینِ اسلام اور پیغمبرِ اسلام کی تعلیمات میں جس قدر تعلیم وتربیت کا نصاب موجود ہے، دنیا کے کسی مذہب، ادارے، قوم، تہذیب میں موجود نہیں۔

تربیت کے لغوی معانی

" تَرْبِیّت " عربی لفظ ہے جس میں پالنے، پرورش کرنے کے معنیٰ پائے جاتے ہیں۔ امام راغب اَصْفہانی صاحبِ المفردات لکھتے ہیں کہ ربّ کے معنیٰ تربیت کے ہیں جس کا مطلب ہے کسی شے کو مرحلہ وار بڑھاتے ہوئے کمال تک پہنچانا۔[1] علمی اردو لغت میں تربیت کے معنیٰ پرداخت، پرورش، تعلیم و تہذیب، تعلیم واخلاق لکھے ہیں جبکہ تربیت کرنا کے معنیٰ پالنا، پرورش کرنا، تعلیم دینا، سکھانا لکھے ہیں۔[2] باپ کو عربی میں اب اور اردو میں ابو یا ابا کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے حروفِ اصلیہ ہیں اَب و، اور یہ الفاظ تربیت اور غذا دینے پر دلالت کرتے ہیں، کیونکہ باپ بھی اپنی اولاد کو غذا دیتا اور پالتا اور تربیت دیتا ہے اس لیے اسے اب یا ابو یا ابا کہتے ہیں۔[3]

تربیت کے لغوی معنیٰ کو بیان کرتے ہوئے امام قزوینی نے اس کے حروفِ اصلیہ "رب" کے تحت تفصیلی کلام کیا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں کہ "راء اور باء اصول پر دال ہیں، پہلا معنیٰ ہے اصلاح کرنا نیز اس پر قائم رہنا، اسی طرح ربّ کہتے ہیں کسی شے کی اصلاح کرنے والے کو، اللہ کریم کی ذات پر لفظِ ربّ کا اطلاق بھی انہی معنوں میں ہوتا ہے کہ وہ ربّ کریم مخلوق کے احوال کا مصلح ہے۔ راء اور باء کی اصل پر دوسرا معنیٰ ہے کسی شے پر مستقل قائم ہو جانا اور اسے لازم کرلینا۔"[4]

تربیت کی اصطلاحی تعریفات

تربیت کے مقاصد و اہداف کی بنیاد پر ماہرین میں اس کی تعریف میں بھی اختلاف ہے چنانچہ مشہور فلسفی افلاطون کہتے ہیں کہ جسم اور روح کو کمال تک پہنچانا اور انہیں سراپا جمال بنالینا تربیت ہے۔ مشہور فرانسیسی فلسفی جولیس سائمن کا کہنا ہے کہ تربیت سے عقل کامل ہوتی اور دل ترقی کے آخری درجات تک پہنچتا ہے۔ افلاطون کے شاگرد مشہور فلسفی ارسطو کا کہنا ہے کہ تربیت کا مقصد عقل کو علم کے حصول کے لیے تیار کرنا ہے جیسا کہ زمین کو کھیتی باڑی کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔ مشہور انگریزی شاعر وادیب جان ملٹن کا کہنا ہے کہ تربیت انسان کو ہر کام کا اہل بنا دیتی ہے، تربیت سے طبیعت میں گہرائی، سمجھنے بوجھنے کی مہارت پیدا ہوتی ہے۔ فنِ تربیت کے قلمکار یوحنّا ہنری پستالوزی کے مطابق تربیت یہ ہے کہ آدمی کو کامل و مکمل زندگی گزارنے کا گر سکھا دیا جائے۔ ماہر فلسفی ہربرٹ اسپنسر کہتا ہے کہ بچے کی ذہنی طاقتوں کو بڑھنے اور پھلنے پھولنے کا مکمل موقع فراہم کرنا تربیت ہے۔ نفسیات کے ماہر استاذ صلی کے مطابق تربیت سے بچے کی طبیعت سنور جاتی ہے جس سے بچہ اچھی، نیک اور سچی زندگی گزار سکتا ہے۔[5]

یہ تمام تعریفات ماہرین نے اپنی اپنی علمی استعداد اور تجربات کی روشنی میں بیان کی ہیں اور اپنی جگہ سبھی درست ہیں، البتہ ان سب تعریفات اور ان کے اغراض و مقاصد کو دیکھتے ہوئے ایک جامع تعریف یہ سامنے آتی ہے کہ تربیت سے انسان میں ایک کامل اور ستھری زندگی گزارنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے، وہ اخلاق میں کامل ہو جاتا ہے، گفتگو پاکیزہ، سوچ اور فکر میں پاکیزگی، اصلاح اور تخلیق کا عنصر غالب ہو جاتا ہے، ایسے انسان کے قلم اور زبان سے نکلنے والے الفاظ اور اُٹھنے والے قدم صرف تعمیر وترقی معاشرہ کے لیے ہوتے ہیں۔

اسلامی تعلیمات میں تربیت کا مفہوم اور مترادفات

اسلام کے مطابق دیکھیں تو تربیت کا مفہوم یہ سامنے آتا ہے کہ انسان کی علمی اور عملی زندگی کو اس قدر سنوارنا اور سدھارنا کہ وہ اپنے خالق ومالک اللہ رب العزت کے فرامین واحکام اور رسولِ مکرم ﷺ کے احکام وسنن کا عامل بنے اور اخلاقِ حسنہ کا مجسم نمونہ ہو۔

اسلامی لٹریچر میں تربیت کے مترادفات "تزکیہ، حسن خلق، تطہیر، حجر، تأدیب، اسوۂ حسنہ اور حضن" ملتے ہیں۔ذیل میں ہر ایک کے مفہوم پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

تزکیہ

لفظِ تزکیہ کے معنیٰ ہیں نشو ونما کرنا، بڑھانا، پاک کرنا وغیرہ۔ قرآن کریم میں "تزکیہ کرنا" رسولِ کریم ﷺ کے فرائضِ نبوت میں ذکر ہوا ہے جیسا کہ فرمایا:

كَمَآ اَرْسَلْنَافِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَ يُزَكِّيْكُمْ وَ يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَؕ۔[6]

جیسے کہ ہم (یعنی اللہ نے) تمہارے اندر تمہی میں سے ایک رسول کو بھیجا، جو تم پر ہماری آیتیں پڑھتے اور تمہارا تزکیہ کرتے اور تمہیں کتاب وحکمت سکھاتے اور تمہیں وہ سکھاتے ہیں جو تم نہیں جانتے۔

چونکہ معلم اعظم، محمد عربی ﷺ نے لوگوں کو عقائد واعمال کی خرابیوں سے نجات دی اور نظریاتی، قولی اور عملی خرابیوں سے پاک کیا اور حسنِ اخلاق، شفقت، محبت، رواداری، دیانت، امانت، صداقت، شرافت، لطافت کی تعلیم بھی دی اور عملاً اس راہ پر چلایا بھی اور یہی اچھی تربیت کا حقیقی چہرہ وثمرہ ہے۔

حَجر

حجر کا معنیٰ گود اور پروش کا ہے اور اس میں بھی تربیت کا معنیٰ ومفہوم پایا جاتا ہے، جیسا کہ حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كنت غلاما فی حجر رسول الله ﷺ ۔[7]

میں چھوٹا سا تھا تو رسولِ عظیم ﷺ کی پرورش میں تھا۔

شارح بخاری امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فتح الباری میں "حَجر" کے معنیٰ کو یوں واضح کرتے ہیں:

یعنی معلم اعظم، محمد عربی ﷺ کے زیر تربیت ونظرِ شفقت تھا، آپ ﷺ اُن کی اپنے زیرِ سایہ بچے کی طرح تربیت فرماتے تھے۔[8]

لفظِ حَجر کا تربیت کا مترادف المعنیٰ ہونا حدیثِ پاک ہی کے بقیہ حصے سے بھی واضح ہوتا ہے۔ حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کھانا کھاتے ہوئے میرا ہاتھ برتن میں ہر طرف جاتا تھا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ رب العزّت کا نام لے کر سیدھے ہاتھ اور اپنی قریب والی جانب سے کھاؤ۔[9]

تأدیب

تأدیب بھی تربیت کا مترادف ہے، اس کے معنیٰ ہیں ادب سکھانا اور ادب کا معنیٰ ہے انداز، طریقہ، سلیقہ وغیرہ، گویا مطلب ہوا کہ کسی کو زندگی کا طور طریقہ، ڈھنگ سلیقہ سکھانا تادیب کہلاتا ہے۔ یہ معنیٰ معلم اعظم ﷺ کے فرمان سے بخوبی عیاں ہیں، چنانچہ حضرت رسالت مآب ﷺ کا فرمان ہے:

جس شخص کی کوئی باندی ہو اور وہ اس باندی کو اچھے سے تعلیم دے اور اسے اچھی طرح ادب سکھائے، تو اس کے لئے دوہرا اجر ہے۔[10]

کتب حدیث میں باقاعدہ "کتاب الادب" قائم کیا گیا ہے جس کے تحت تربیت و تادیب پر مشتمل کثیر احادیث نقل ہیں۔

تعلیم اور تربیت میں فرق

عموماً تعلیم کو تعبیر کیا جاتا ہے معلومات سے جبکہ تربیت کو تعبیر کرتے ہیں عملی مشق سے، البتہ کئی ماہرین فن اور فنِّ تربیت کے قلم کاروں نے تعلیم و تربیت کو بطور مترادف بھی استعمال کیا ہے۔ نیز تعلیم اور تربیت میں سے ہر ایک کی اغراض، مقاصد، اہداف اور ضرورت و اہمیت کو دیکھا جائے تو قریب قریب ایک ہی طرح کا مفہوم ملتا ہے۔ لیکن حقیقتاً تعلیم اور تربیت میں فرق موجود ہے۔ تعلیم میں ہر طرح کی تعلیم شامل ہے، دینی، فنی، اخلاقی وغیرہ جبکہ تربیت کا خاص مفہوم ہی تہذیب اور اخلاق کی اچھائی ہے۔

معلم اعظم ﷺ کے تربیتی اسالیب پر سابقہ تحقیقات کا جائزہ

معلم اعظم، محمد عربی ﷺ کے تربیتی اصولوں اور تعلیم مناہج واسالیب کو جاننے، سمجھنے اور بطورِ تحقیق پیش کرنے کے لئے کئی علمائے کرام نے تحریری خدمات انجام دی ہیں۔ ذیل میں ان کا اجمالی خاکہ پیش کیا جاتا ہے:

- عرب محقق محمد بن عبد اللہ الدویش نے "من هدي النبي ﷺ في التعليم" کے نام سے ایک مفصل آرٹیکل لکھا ہے جس میں انہوں نے معلم اعظم محمد عربی ﷺ کے تربیت و تعلیم کے 20 طرق واسالیب جمع کیے ہیں، ہر اسلوب کے تحت بطورِ استنباط احادیث بھی ذکر کی ہیں۔
- عظیم محقق و مصنف شیخ عبد الفتاح ابو غدۃ نے "الرسول المعلم" کے نام سے ایک بہت ہی شاندار کتاب لکھی ہے جس میں آپ نے معلم اعظم محمد عربی ﷺ کے تربیت و تعلیم کے 40 مرکزی طرق واسالیب اور ضمناً کئی دیگر اسالیب جمع کیے ہیں، ہر اسلوب کے تحت بطورِ استنباط احادیث بھی ذکر کی ہیں۔
- شیخ عبد الفتاح ابو غدۃ کی کتاب "الرسول المعلم" کا اردو زبان میں ترجمہ اور کچھ مزید ترتیب "پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی" نے "نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم" کے نام سے کی ہے۔ موصوف ڈاکٹر صاحب نے شیخ عبد الفتاح کے طرق واسالیب میں تقدیم و تاخیر اور کچھ اضافہ کرکے تقریباً 47 اسالیبِ تعلیم و تربیت جمع کیے ہیں۔

معلم اعظم ﷺ کے تربیتی اصولوں کا اجمالی جائزہ

ہر مصنف نے معلم اعظم محمد عربی ﷺ کے تربیتی اسالیب کو اپنے انداز میں مرتب کیا ہے، راقم الحروف نے اس سلسلہ میں ذخیرہ حدیث وسیرت کے بہت کم حصہ پر غور و فکر کرکے معلم اعظم محمد عربی ﷺ کے درج ذیل اسالیب کا استنباط کیا ہے:

معلم اعظم ﷺ کا تمثیلی اسلوبِ تربیت

تمثیل کا معنٰی ہے مثال بیان کرنا۔ تربیت اور تعلیم میں اس طریقہ کار کا بہت اہم کردار ہے، معلم اعظم محمد عربی ﷺ نے اس اسلوب کے ذریعے صحابہ کرام اور امت کی تربیت فرمائی، جیسا کہ ایک موقع پر نماز پنجگانہ کی تربیت و ترغیب کے لیے تمثیلی اسلوب اختیار فرمایا اور اسے گھر کے سامنے بہنے والی نہر اور اس میں پانچ بار نہانے کی مثال سے سمجھایا۔[11] علمائے امّت نے قرآن و حدیث کی امثلہ پر کئی کتب لکھی ہیں جیسے:

- حکیم ترمذی رحمہ اللہ کی کتاب الأمثال من الكتاب والسنة۔
- ابن قیم جوزی رحمہ اللہ کی کتاب الأمثال في القرآن۔

- ابو الشیخ اصبہانی رحمہ اللہ کی کتاب كتاب الأمثال في الحديث النبوی۔
- امام رامہرمزی رحمہ اللہ کی کتاب أمثال الحديث المروية عن النبيﷺ۔

معلم اعظم ﷺ کا ترغیبی اسلوبِ تربیت

ترغیب کا معنیٰ ہے رغبت دلانا، آمادہ کرنا، خواہش پیدا کرنا۔ تربیت و تعلیم میں اس طریقہ کو بھی بڑی اہمیت دی جاتی ہے۔ دورِ جدید میں بھی یہ اسلوبِ تربیت تعلیمی اداروں اور عام تربیتی ماحول میں عام ہے۔ معلم اعظم محمد عربی ﷺ نے جمعہ کے دن غُسل کرنے کی ترغیب دلاتے ہوئے فرمایا کہ بے شک جمعہ کو غسل کرنا(اتنی فضیلت کا عمل ہے کہ) گناہوں کو بالوں کی جڑوں سے بھی نکال دیتا ہے۔[12] اسی طرح زکوۃ ادا کرنے کی ترغیب دلائی کہ جس نے اپنے مال کی زکاۃ ادا کر دی تو اس مال کا شر (یعنی نقصان کا پہلو) دور ہو جائے گا۔[13] اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ اپنے مالوں کو زکوٰۃ کی ادائیگی کے ذریعے محفوظ کر لو اور اپنی بیماریوں کا علاج صدقے کے ذریعے کرو اور دعاء اور گریہ وزاری کے ذریعے بلاؤں کے حملوں کا مقابلہ کرو۔[14]

اس اصولِ تربیت کی وجودی صورت میں ہمیں کئی کتبِ حدیث ملتی ہیں جو کہ محدثین و علمائے امت نے باقاعدہ مرتب فرمائیں، جیسے:

- امام منذری رحمہ اللہ کی الترغيب والترهيب۔
- امام قوام السنۃ رحمہ اللہ کی الترغيب والترهيب لقوام السنة۔
- ابن شاہین رحمہ اللہ کی الترغيب في فضائل الأعمال۔
- امام مقدسی دمشقی رحمہ اللہ کی الترغيب في الدعاء۔

معلم اعظم ﷺ کا ترہیبی اسلوبِ تربیت

ترغیب کی طرح ترہیب بھی ایک تربیت و تعلیم کا اسلوب و اصول ہے۔ ترہیب کا معنیٰ ہے "ڈرانا، ہیبت پیدا کرنا" معلم اعظم محمد عربی ﷺ نے اپنے اصحاب و امّت کی تربیت و تعلیم کے لیے اس اصول کو بکثرت رواج دیا، چنانچہ معلم اعظم محمد عربی ﷺ نے ترہیبی انداز میں جو تربیت فرمائی اس کی چند امثلہ یہ ہیں:

- معلم اعظم محمد عربی ﷺ نے سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے کی ممانعت فرمائی اور فرمایا جس کا مفہوم ہے کہ سونے اور چاندی کے برتن میں کھانے والا اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ بھرتا ہے۔[15]
- نماز کی اہمیت کو ترہیبی انداز میں سمجھاتے ہوئے بتایا کہ شرک اور بندے کے درمیان نماز ہے، یعنی نماز ترک کرنا گویا کافروں والا عمل ہے۔[16]
- اسی طرح فرض روزے کی اہمیت کو یوں بیان کیا کہ جس نے کسی رخصت اور بیماری کے بغیر رمضان کا ایک روزہ بھی ترک کیا، وہ ساری زندگی کے روزے رکھتا رہے، تب بھی رمضان کے روزے کی کمی پوری نہیں کر سکتا۔[17]

معلم اعظم ﷺ کا تقریبی اسلوبِ تربیت

تقریب کے مختلف معنیٰ ہیں جن میں ایک معنیٰ "قریب آنے کا امکان پیدا کرنا، قریب لانا" بھی ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ کسی کو کسی عمل کے کرنے پر آمادہ کرنے، کسی نظریہ وفکر سے اتفاق کرنے کے لیے ایسا کلام اور انداز اختیار کرنا جو سامع کو آمادگی کی

جانب لے آئے۔ اس کے لیے بعض اوقات مخاطب کی تحسین کی جاتی ہے تو بعض اوقات کسی عمل کا بدل و اجر یا انجام خیر بیان کیا جاتا ہے۔ معلم اعظم محمد عربی ﷺ نے بھی اپنی امت کی تربیت کے لیے بکثرت تقریبی اصول اختیار فرمایا ہے، جیسا کہ حج اور عمرہ کی ادائیگی پر ذہنی آمادگی کے لیے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک عمرہ اگلے عمرے کے درمیانی گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کا بدلہ تو جنت ہی ہے۔[18]

معلم اعظم ﷺ کا تقابلی اسلوبِ تربیت

کسی بات کی تفہیم، ذہن سازی اور تربیت کے لیے تقابل یعنی موازنہ کا اسلوب بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ تقابل کے اسلوب سے مخاطب و سامع کو اچھے برے، غلط درست کی تمیز کرنا آسان ہوتا ہے۔ معلم اعظم محمد عربی ﷺ نے اچھی صحبت کی بہتری اور بری صحبت کے نقصان کو سمجھاتے ہوئے تقابلی انداز میں فرمایا جس کا مفہوم ہے کہ برے اور اچھے بندے کی صحبت کی مثال، مسک یعنی خوشبو والے اور بھٹی میں آگ جھونکنے والے جیسی ہے، مسک اُٹھانے والا یا تمہیں ہبہ دے دے گا یا تم خرید لوگے یا تم اس سے اچھی خوشبو پاؤ گے، جبکہ بھٹی میں آگ جلانے والا یا تمہارے کپڑے جلا دے گا یا تمہیں اس سے بدبو آئے گی۔[19]

معلم اعظم ﷺ کا حکایتی اسلوبِ تربیت

کسی بات کے سمجھانے اور تربیت کرنے میں حکایت و واقعہ کا بھی بہت اہم عمل دخل ہے، بلکہ انسانی فطرت ہے کہ وہ سانحات و واقعات میں بہت دلچسپی لیتا ہے۔ قرآن کریم میں کثیر واقعات برائے تنبیہ، ترغیب، ترہیب، تقریب، تربیت و تفہیم مذکور ہیں۔ معلم اعظم محمد عربی ﷺ کی تربیتِ اصحاب میں حکایتی اصولِ تربیت بکثرت موجود ہے جیسا کہ جانوروں پر رحم کرنے کی تربیت دینے کے لئے ایک عورت کی حکایت بیان فرمائی جو بلی کو باندھ کر رکھتی تھی اور کھانا نہ دیتی تھی، بالآخر اسی بلی کی وجہ سے اس عورت کو جہنم میں ڈالا جائے گا۔[20] ملاوٹ کرنے اور دھوکا دینے والوں کو متنبہ کرتے ہوئے حکایتی انداز میں یوں تربیت فرمائی اور اس شخص کا واقعہ بیان فرمایا جو شراب کے حرام ہونے سے پہلے شراب بیچا کرتا تھا لیکن اس میں پانی ملا دیتا تھا، ایک دن اس نے ایسا ہی کیا اور پھر ایک بندہ خریدا اور بحری سفر پر نکلا، راستے میں بندہ نے اس کی سکوں والی تھیلی اُٹھالی اور آدھے سکے سمندر پھینک دیئے۔[21]

معلم اعظم ﷺ کا تکراری اسلوبِ تربیت

تکرار کا ایک مطلب ہے بحث کرنا، جھگڑا کرنا۔ دوسرا معنیٰ ہے "اصرار، تاکید، بار بار دہرانا، بار بار کرنا، اعادہ کرنا"۔ کسی بھی کام یا بات کا تکرار استقلال کا فائدہ دیتا ہے، پانی کا قطرہ مسلسل گرتے گرتے پتھر میں سوراخ کر دیتا ہے۔ اسی طرح تربیت و تعلیم میں تکرار کی بہت اہمیت ہے۔ اسباق یاد کرنے، فہم حاصل کرنے اور ذہن نشین کرنے کے لیے ماہرین نے تکرار کو لازم قرار دیا ہے۔ انسانی فطرت کے بھی یہی اسلوب عین موافق ہے، قرآن کریم اور معلم اعظم محمد عربی ﷺ کی تعلیمات و سیرت میں تکراری اصولِ تربیت عام ملتا ہے۔ معلم اعظم محمد عربی ﷺ نے عقیدہ توحید، ایمان، آخرت اور اعمالِ صالحہ کی ترغیب و ذہن سازی کے لیے بکثرت تکرار کا اصول اپنایا۔ اسی طرح ایک ہی مجلس میں ایک ہی بات کو بھی دوبارہ، سہ بارہ بیان کر کے تکراری اصولِ تربیت کی اہمیت کو عیاں فرمایا۔ جیسا کہ ہمسائے کے حقوق کی اہمیت کو تکراری اسلوب کے تحت تین بار ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! وہ مؤمن نہیں ہو سکتا۔ اللہ کی قسم! وہ مؤمن نہیں ہو سکتا۔ اللہ کی قسم! وہ مؤمن نہیں ہو سکتا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ کون ہے؟ ارشاد فرمایا: جس کی برائیوں سے اس کا "پڑوسی" محفوظ نہ رہے۔[22]

معلم اعظم ﷺ کا تشبیہی اسلوبِ تربیت

کسی چیز کی حقیقت بیان کرنے یا کوئی بات ذہن نشین کرنے کے لیے تربیت کا ایک اصول تشبیہ دے کر سمجھانا بھی ہے۔ تشبیہ دینے سے سامع و مخاطب کو معلوم شے کے ذریعے غیر معلوم شے کا علم اور فہم حاصل ہو جاتا ہے۔ معلم اعظم محمد عربی ﷺ نے تربیت و تعلیم کے لیے تشبیہ کا اصولِ تربیت بھی عام فرمایا۔ احادیث کریمہ میں اس کی بکثرت مثالیں ملتی ہیں جیسا کہ حکمت و دانائی کی اہمیت سمجھانے کے لیے اسے گمشدہ خزانے سے تشبیہ دی اور فرمایا: حکمت مؤمن کا گم شدہ خزانہ ہے، لہٰذا مؤمن اسے جہاں پائے وہی اس کا زیادہ حق دار ہے۔[23]

معلم اعظم ﷺ کا تبشیری اسلوبِ تربیت

تبشیر کا معنٰی ہے بشارت دینا، خوشخبری دینا۔ کسی بھی طبقہ کے افراد کو کسی کام یا نظریہ وفکر پر آمادہ کرنے کا ایک بہترین ذریعہ تبشیر بھی ہے۔ سامع و مخاطب کو جب کسی عمل پر بشارت دی جاتی ہے تو وہ بخوشی اسے بجالانے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ قرآنِ کریم اور معلم اعظم محمد عربی ﷺ کی تعلیمات میں تبشیری اصولِ تربیت کی بھی کثرت ملتی ہے جیسے مسلمانوں کو باہم اُلفت ومحبت رواج دینے کی تربیت فرماتے ہوئے عرشِ الٰہی کا سایہ ملنے کی بشارت دی اور فرمایا:

> اللہ رب العزّت قیامت کے دن فرمائے گا: کہاں ہیں میرے جلال کی خاطر آپس میں محبت رکھنے والے؟ میں آج کے دن انہیں اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دوں گا۔[24]

معلم اعظم ﷺ کا تیسیری اسلوبِ تربیت

تیسیر کا معنٰی ہے آسانی فراہم کرنا۔ کسی بھی پہلو پر تربیت کرنی ہو یا کسی عمل مسلسل پر آمادہ کرنا ہو تو تیسیر کا انداز اپنانا بہت مفید اور بعض دفعہ تو ضروری ہوتا ہے۔ قرآن مجید اور حدیث میں اس اسلوب کی تحسین موجود ہے، ربّ کریم نے حبیب اکرم ﷺ کو اسی کی تعلیم دی اور معلم اعظم محمد عربی ﷺ نے اس اصول پر اصحاب کی تربیت فرمائی بلکہ آپ ﷺ نے تو واضح فرمایا کہ:

> بعثنی معلما میسراً۔[25]
>
> مجھے اللہ نے آسانی کرنے والا معلم بنا کر بھیجا۔

تیسیری اسلوب کی بھی کئی امثلہ ذخیرۂ حدیث میں موجود ہیں جیسا کہ فرضیتِ حج کے بیان پر جب ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا ہر سال حج فرض ہے؟ تو حضور اکرم ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی اور بعد میں فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج کرنا فرض کر دیا جاتا۔[26]

معلم اعظم ﷺ کا تحسینی اسلوبِ تربیت

تحسین یعنی کسی کی خوبی بیان کرنا، حوصلہ افزائی کرنا چھوٹے سے چھوٹے اور کمزور تر کو بھی بہادر اور وسیع الفکر کر دیتا ہے۔ قرآن وحدیث میں بھی اہلِ ایمان و اہلِ اعمالِ صالحہ کی تحسین کی گئی ہے۔ معلم اعظم محمد عربی ﷺ کی مبارک حیات کے کثیر گوشے اس اصولِ تربیت پر مشتمل ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کی مختلف مواقع پر بکثرت تحسین فرمائی اور ان کی تربیت کے لیے اس اصول کو عام کیا۔

حضور نبی رحمت ﷺ اچھے سوالات پر صحابہ کرام کی حوصلہ افزائی فرمایا کرتے تھے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

نے ایک ایسے عمل کے بارے سوال کیا کہ جو جنت میں داخل کردے تو سید عالم ﷺ نے ان کی حوصلہ افزائی کی اور بخٍ بخٍ لقد سألت عن عظیم کے الفاظ سے بہت تحسین فرمائی اور بعد میں عمل بھی بتایا۔[27]

معلم اعظم ﷺ کا تکریمی اسلوبِ تربیت

کسی کو قریب لانے، ہم آواز بنانے، ہم ذہن وفکر بنانے اور اپنی بات کا مؤید وحامی رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کے مقام ومرتبہ اور منصب کو لازمی پیشِ نظر رکھا جائے، اسے اصطلاحی صورت میں تکریم کہا جاتا ہے۔ معلم اعظم محمد عربی ﷺ نے تربیتِ امّت کے لیے تکریمی اصولِ تربیت نہ صرف خود اختیار فرمایا بلکہ اپنی امت کو بھی اس کی تلقین فرمائی۔

معلم اعظم محمد عربی ﷺ نے انصار صحابہ سے اپنے سردار کے لیے کھڑے ہونے کا فرمایا۔[28] آپ ﷺ خود بھی اپنی بیٹی بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تکریم سے پیش آتے اور ان کے لیے کھڑے ہو جاتے۔ مقدس بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بھی تربیت پائی اور والد گرامی کے آنے پر کھڑی ہو جاتیں۔[29]

معلم اعظم ﷺ کا توصیفی اسلوبِ تربیت

کسی کی توصیف کرنا یعنی اس میں پائی جانے والی خوبی اور وصف کو بیان کرنا اور پھر مخاطب وسامع کی ذہن سازی وتربیت کرنا بھی اہم اسلوبِ تربیت ہے۔ یہ اسلوب بھی معلم اعظم محمد عربی ﷺ کی مبارک سیرت سے حاصل ہوتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے نہ صرف اپنے اصحاب واہلِ عصر بلکہ گزر جانے والوں میں سے بھی بعض کی ان کے اعمالِ حسنہ پر توصیف فرمائی اور اس کے بعد اپنے مخاطبین کی تربیت اسی اصول پر کی، جیسا کہ آپ ﷺ نے اپنے چند صحابہ کی توصیف فرماتے ہوئے دیگر کی تربیت فرمائی۔ چنانچہ رسولِ مکرم ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنی امت کا سب سے زیادہ رحم کرنے والا فرمایا، عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اللہ کے معاملے میں سب سے سخت بتایا، عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حیا والا فرمایا، اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کو سب سے بڑا قاری اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو علم الفرائض کا بڑا ماہر اور ابن الجراح رضی اللہ عنہ کو امین امت فرمایا۔[30]

معلم اعظم ﷺ کا تجنبی اسلوبِ تربیت

کنارہ پکڑنے، الگ ہونے، اجتناب کرنے کو تجنب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اپنائیت، محبت اور مان کے طور پر کسی کی تربیت کرنے کے لیے یہ اسلوب بھی بہت کارگر ہے۔ معلم اعظم محمد عربی ﷺ نے تجنبی اصولِ تربیت بھی ہمیں عطاء فرمایا اور عملی طور پر اس کے ذریعے سے اپنے اصحاب کی تربیت بھی فرمائی، کئی احادیث کریمہ میں ملتا ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے فلاں کی فلاں بات پر چہرہ اقدس دوسری جانب پھیر لیا یا فلاں کا مکان غیر مناسب دیکھا تو رخِ انور پھیر لیا۔ یوں وہ آپ ﷺ کے تجنب کو سمجھ گئے اور درست عمل کی جانب راغب ہوئے۔ جیسا کہ معلم اعظم محمد عربی ﷺ ایک بار ایک راستے سے گزرے، راستے میں ایک بلند عمارت پر نظر گئی، تو پوچھا: یہ کس کی ہے؟ لوگوں نے ایک انصاری کا بتایا، آپ ﷺ کو یہ شان وشوکت پسند نہ آئی، مگر اس کا اظہار نہ فرمایا۔ کچھ دیر کے بعد وہ انصاری صحابی آگئے، اور سلام کیا لیکن آپ ﷺ نے منہ مبارک پھیر لیا، بار بار یہ ہوا تو انہوں نے صحابہ کرام سے ذکر کیا، سبب معلوم ہوا تو انہوں نے قبہ کو گرا کر زمین کے برابر کر دیا۔[31]

معلم اعظم ﷺ کا استفہامی اسلوبِ تربیت

استفہام کا معنٰی ہے فہم وسمجھ چاہنا، جبکہ اصطلاحی اعتبار سے سوال کرنے کو استفہام کہتے ہیں۔ تربیت وتعلیم میں سوال کی

بہت ہی زیادہ اہمیت ہے بلکہ سوال کو تو علم کی کنجی کہا گیا ہے۔ یہ فرمانے والے بھی معلم اعظم محمد عربی ﷺ ہی ہیں۔ قرآن کریم اور معلم اعظم محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرت طیبہ میں استفہامی اصولِ تربیت بکثرت پایا جاتا ہے، بلکہ استفہامی اصولِ تربیت کو جو دوام و وسعت معلم اعظم محمد مصطفیٰ ﷺ نے دیا ہے شاید ہی کہیں مل سکے۔

معلم اعظم ﷺ کا شماریاتی اسلوبِ تربیت

کسی بات کو ذہن نشین کرنے اور جلد یاد کروانے کے لیے شماریاتی انداز اپنانا بہت مفید ہے۔ یعنی جو چیز بیان کرنی ہے اسے نمبروار اور شماریات کے انداز میں بیان کیا جائے۔ معلم اعظم محمد مصطفیٰ ﷺ کے اصولِ تربیت میں شماریاتی اصول بکثرت موجود ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے بہت سے مواقع پر تین چیزیں، چار چیزیں، پانچ چیزیں، سات چیزیں، نو چیزیں، دس چیزیں فرما کر بات کو بیان کیا اور امت کی تربیت فرمائی۔ آج کے جدید رائٹرز اور موٹیویشنل اسپیکرز شماریاتی انداز کو بہت اپناتے ہیں اور اسی اسلوب پر کثیر آرٹیکلز اور کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔

معلم اعظم محمد مصطفیٰ ﷺ نے دو کے ہندسہ سے شماریاتی اسلوب کے طور پر تربیت فرمائی، چنانچہ صحت اور فراغت ان کو شمار کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ دو نعمتیں ایسی ہیں کہ جن کے بارے میں کثیر لوگ دھوکہ کھائے ہوئے ہیں۔[32] اسی طرح تین کے ہندسہ سے تربیت فرمائی اور ایمان کی مٹھاس پانے کے تین اعمال تین کے ہندسہ سے بیان کیے۔[33]

معلم اعظم ﷺ کا تاکیدی اسلوبِ تربیت

کسی بات، دعویٰ یا خبر پر سامع و مخاطب کو یقین دلانے یا اسے عمل پر اُبھارنے یا بات کی اہمیت و مرتبت دل نشین کروانے کے لیے تاکید کے اسالیب اپنائے جاتے ہیں۔ تاکید کے اسالیب کثیر ہیں، جیسے قسم کے ذریعے، حروف تاکید کے ذریعے، بے شک، بلاشبہ، تحقیق ہے، ثابت ہے وغیرہ جیسے کلمات کے ذریعے، تکرار کلام کے ذریعے، باڈی لینگویج کے ذریعے۔ معلم اعظم محمد مصطفیٰ ﷺ نے تاکیدی اصول کئی انداز سے اختیار فرمایا اور اس کے ذریعے تربیت فرمائی۔ احادیث کریمہ میں اس کے کثیر پہلو ملتے ہیں۔[34] اسی طرح معلم اعظم محمد مصطفیٰ ﷺ نے الفاظِ تاکید کو بھی تاکیدی اسلوب کے لیے ذکر فرمایا چنانچہ حرفِ "اَلَا" ذکر فرمایا یعنی سن رکھو!، اس کے بعد حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے اس امت کا امین ہونے کا ذکر فرمایا۔[35]

معلم اعظم ﷺ کا ندائی اسلوبِ تربیت

بات، خطاب یا تحریر کرتے ہوئے کسی کو نام یا وصف وغیرہ سے مخاطب کر کے گفتگو کرنا سامع و مخاطب کی توجہ مرکوز کرنے اور کلام ذہن نشین کرنے کا اہم ذریعہ اور بہترین اسلوب ہے۔ یہ اسلوب قرآن کریم میں "یاایھاالناس، یاایھا الرسل، یاایھا النبي، یاایھاالذین امنوا، یاایھاالذین کفروا، یاادم، یٰبنی اسراءیل" کے الفاظ سے عیاں ہے۔ اسی طرح سید المعلمین ﷺ نے بھی کثیر مواقع پر اپنے اصحاب کی تربیت فرماتے ہوئے "نداء بالالقاب، نداء بالاسم، نداء بالوصف" کا اسلوب اختیار فرمایا، جیسا کہ ایسے ہی کئی مواقع پر جناب ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کو نام سے نداء فرماتے ہوئے تربیت فرمائی، ایک روایت میں ہے:

> اے ابو ذر! تمہارا صبح کے وقت قرآن کریم کی ایک آیت سیکھنے کے لئے نکلنا، سو رکعت ادا کرنے سے بہتر ہے اور صبح کے وقت علم کا ایک باب سیکھنے کے لئے نکلنا خواہ تو اس پر عمل کرے یا نہ کرے، ایک ہزار رکعت ادا کرنے سے بہتر ہے۔[36]

معلم اعظم ﷺ کا الزامی اسلوبِ تربیت

تربیت کے لیے ایک انداز الزامی سوال یا جواب کا بھی ہوتا ہے۔ مخاطب کے اعتراض یا مطالبہ پر ایسا سوال کرنا جو اس کے سوال کا جواب بن جاتا ہے یا اس کے مطالبہ کا اسی کی نظر میں رد ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم اور معلم اعظم محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرت طیبہ میں کئی مقامات پر یہ اسلوب ملتا ہے جیسا کہ ایک شخص نے کریم ورحیم آقا ﷺ کی بارگاہ میں نماز کے بارے میں سوال کیا کہ کیا ایک کپڑے میں نماز ہو جائے گی؟ تو آپ ﷺ نے الزامی اسلوبِ تربیت کے طور پر جواباً سوال ہی کر دیا کہ أَوَكُلُّكُمْ يَجِدُ ثَوْبَيْنِ یعنی کیا تم میں سے ہر کوئی دو کپڑوں کی سہولت پاتا ہے؟ یوں سائل کو جواب بھی مل گیا کہ ایک کپڑے میں نماز ہو جاتی ہے۔ [37]

معلم اعظم ﷺ کا اختصاری اسلوبِ تربیت

کسی بات کی تفہیم اور کسی عمل کی ترغیب کے لیے ایک تربیتی انداز مختصر کلام کا بھی ہے۔ بعض باتیں اور بعض مواقع ایسے ہوتے ہیں کہ جہاں بہت مختصر سی بات، بہت وسیع فکر و سوچ اور فوائد کی حامل ہوتی ہے۔ کس موقع پر مختصر کلام اور کس قدر اختصار کرنا ہے کہ بالکل ادھورا بھی نہ رہ جائے، یہ بہت عقل و دانش کا کام ہے۔ معلم اعظم محمد مصطفیٰ ﷺ نے تربیت کے لیے یہ اصول بھی دیا ہے کہ آپ ﷺ نے بہت مواقع پر بہت مختصر کلمات کے ذریعے بہت وسیع فکر و تربیت فراہم کی۔ آپ ﷺ کے اسی وصف کے سبب آپ کے کلام کو جوامع الکلم بھی کہا گیا ہے، جیسا کہ یہ چند روایات اختصاری اسلوبِ تربیت کو عیاں کرتی ہیں:

- ایک شخص نے زندگی بھر کے لیے کامل نصیحت کا سوال کیا تو فرمایا "لا تغضب" غصہ مت کر۔ [38]
- ایک موقع پر "من لا یرحم لا یرحم" فرما کر تربیت کی۔ [39]
- اہلِ اقتدار و ذمہ داران کو "سید القوم خادمھم" کے مختصر الفاظ سے سمجھا دیا۔ [40]

معلم اعظم ﷺ کا اساسی یا اصولی اسلوبِ تربیت

اساس کے معنیٰ ہیں بنیاد اور اصول کے معنیٰ ہیں جڑ، دونوں قریب قریب ایک ہی معنیٰ و مفہوم رکھتے ہیں۔ اساسی یا اصولی اسلوب سے مراد ہے کہ تربیت کے لیے ایسے الفاظ و انداز اختیار کرنا جو ایک اصول اور قاعدہ و قانون کی حیثیت رکھتے ہوں۔ رسولِ کریم ﷺ کائنات کے سب سے بڑے اور عظیم معلم و مربّی ہیں، آپ ﷺ نے تربیتِ امت کے لیے "اساسی یا اصولی اسلوب" بھی اختیار فرمایا ہے جیسا کہ سچ اور جھوٹ کے بارے میں اصولی طور پر سمجھا دیا:

> جو چیز تجھے شک میں ڈالے اسے چھوڑ دو اور جس میں شک نہ ہو اسے اختیار کر۔ بے شک! سچائی میں سکونِ قلب ہے اور جھوٹ شک و تہمت کا موجب ہے۔ [41]

معلم اعظم ﷺ کا استنباطی اسلوبِ تفہیم

استنباط کہتے ہیں کسی واقعہ، اصول، ضابطہ، قانون، قاعدہ، وقوعہ وغیرہ سے کوئی نتیجہ نکالنا، مسئلہ اخذ کرنا، حل نکالنا وغیرہ۔ تربیت و تعلیم میں اس کا بڑا دخل ہے۔ معلم اعظم ﷺ نے اس اسلوبِ تربیت کو بھی تعلیم امت کے لیے استعمال فرمایا۔ کتبِ حدیث میں ابواب التفسیر کے تحت کثیر ایسی امثلہ موجود ہیں جن میں معلم اعظم ﷺ نے آیاتِ قرآنیہ سے استنباط فرمایا ہے، اسی طرح آپ ﷺ نے تربیت و تفہیم کے لیے قرآن کریم کے علاوہ معاملات سے بھی استنباط فرمایا جیسا کہ ایک شخص نے اپنے ہاں پیدا ہونے والے بچے کی رنگت کی بنیاد پر عرض کیا کہ یہ مجھے میرا بچہ نہیں لگتا۔ رسول مکرم ﷺ نے پوچھا: کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے ہاں

کی تو پوچھا: کیا رنگ ہے؟ تو وہ بولا: سرخ، پوچھا: کوئی بھورا بھی ہے؟ بولا: جی ہاں، تو فرمایا: یہ کہاں سے آیا؟ تو وہ کہنے لگا کہ شاید رگ نے کھینچا ہو تو حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: تو یہاں بھی شاید رگ نے کھینچ لیا ہو۔[42]

نتائج بحث

- معلم اعظم ﷺ نے انسانی فطرت ونفسیات کے پیشِ نظر ہر اس اسلوب اور انداز کو اپنایا جو حکمِ الٰہی لوگوں تک پہنچانے اور ان کی راہِ ہدایت کی جانب تربیت کرنے میں معاون تھا۔
- معلم اعظم ﷺ کے تمثیلی اور تشبیہی اسلوبِ تربیت میں تو بہت ہی زیادہ رغبت کا عنصر پایا جاتا ہے۔ تبشیری، تیسیری، ترغیبی، ترہیبی اور تقریبی اسلوبِ تربیت کا بھی انسانی طبیعت سے بہت قریبی تعلق و ممارست ہے، یہی وجہ ہے کہ اس اسلوب کے باعث ایک بڑی تعداد آپ ﷺ کی تربیت سے راہ راست پر آئی اور استقامت کے جبل بنی۔
- معلم اعظم ﷺ کا اختصاری اسلوب علمی وادبی طبقہ کی اصلاح کا خاص ذریعہ بنا جیسا کہ اس کے کئی شواہد فصحائے عرب کے موجود ہیں۔ اسی طرح رسولِ کریم ﷺ کا تنقیدی، تجنبی، تنبیہی اور تحکیمی اسلوب بھی تربیت کے لیے بہت مؤثر رہا۔

حوالہ جات وحواشی

1 الراغب الاصفہانی، ابو القاسم حسین بن محمد، **مفردات فی غریب القرآن**، (بیروت: دار القلم، 1412ھ)، ص36۔

2 وارث، **علمی اردو لغت**، (لاہور: علمی کتاب خانہ، 1972ء)، ص443۔

3 الرازی، احمد بن فارس بن زکریاء القزوینی، **معجم مقاييس اللغة**، (بیروت: دار الفکر، 1399ھ)، 1/44۔

4 ایضاً، 2/382۔

5 الابراشی، محمد عطیہ، **فلسفۂ تعلیم وتربیت**، مترجم: رئیس احمد جعفری، (لاہور: کتاب منزل، 1949ء)، ص17۔

6 سورۃ البقرۃ 2:151۔

7 البخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، (بیروت: دار طوق النجاۃ، 1422ھ)، كتاب الاطعمة، باب التسمية على الطعام والاكل باليمين، رقم الحدیث: 5376۔

8 ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی، **فتح الباري شرح صحيح البخاري**، (بیروت: دار المعرفہ، 1379ھ)، 9/521۔

9 البخاری، **الجامع الصحیح**، كتاب الاطعمة، باب التسمية على الطعام والاكل باليمين، رقم الحدیث: 5376۔

10 ایضاً، كتاب العتق، باب العبد اذا احسن عبادة ربه ونصح سيده، رقم الحدیث: 2547۔

11 ایضاً، كتاب مواقيت الصلوٰة، باب الصلوات الخمس كفارة، رقم الحدیث: 528۔

12 الطبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب، **المعجم الكبير**، (قاہرۃ: مکتبۃ ابن تیمیۃ، سن ندارد)، رقم الحدیث: 7996۔

13 الطبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب، **المعجم الاوسط**، (قاہرۃ: دار الحرمین، سن ندارد)، رقم الحدیث: 1579۔

14 المنذری، ابو محمد زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی، **الترغيب والترهيب**، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1417ھ)، رقم الحدیث: 11۔

15 مسلم، ابو الحسین بن الحجاج، **صحيح مسلم**، (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 2014ء)، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم استعمال اوانی الذهب الخ، رقم الحدیث: 87/5385۔

16 ایضاً، كتاب الايمان، باب بيان اطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة، رقم الحدیث: 246۔

17 الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، **سنن الترمذی**، (قاہرۃ: شرکۃ مصطفیٰ البابی الحلبی، 1395ھ)، كتاب الصوم، باب ماجاء فی الافطار متعمدا، رقم الحدیث: 723۔

18 البخاری، **الجامع الصحیح**، كتاب العمرة، باب وجوب العمرة وفضلها، رقم الحدیث: 1773۔

19 مسلم، **صحیح مسلم**، كتاب البر والصلة والآداب، باب استحباب مجالسة الصالحين، رقم الحدیث: 2628۔

20 البخاری، **الجامع الصحیح**، كتاب بدء الخلق، باب خمس من الدواب فواسق يقتلن فی الحرم، رقم الحدیث: 3318۔

21 البیہقی، ابو بکر احمد بن الحسین بن علی، **شعب الايمان**، (ممبئی: مکتبۃ الرشد، 1423ھ)، رقم الحدیث: 5310۔

22 البخاری، **الجامع الصحیح**،کتاب الادب، باب اثم من لایامن جارہ بوائقه، رقم الحدیث:6016۔

23 الترمذی، **سنن الترمذی**،کتاب الاستئذان والآداب،باب ماجاء فی التسلیم علی الصبیان، رقم الحدیث:2696۔

24 مسلم، **صحیح مسلم**،کتاب البروالصلة والآداب،باب فی فضل الحب فی اللہ، رقم الحدیث:6548۔

25 مسلم، **صحیح مسلم**،کتاب الطلاق،باب بیان ان تخییرا مراته الایکون طلاقا الابالنیة، رقم الحدیث:1478۔

26 ایضاً،کتاب الحج، باب فرض الحج مرة فی العمر، رقم الحدیث:1337۔

27 الطیالسی، ابوداؤد سلیمان بن داؤد بن الجارود، **مسند ابی داؤد الطیالسی**، (مصر: دارالہجر،1419ھ)، رقم الحدیث:560۔

28 التبریزی، محمد بن عبد اللہ الخطیب العمری، **مشکاۃ المصابیح**، (بیروت: المکتب الاسلامی،1985ء)، رقم الحدیث:4695۔

29 ابن حبان، ابوحاتم محمد بن حبان بن احمد، **صحیح ابن حبان**، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ،1408ھ)، رقم الحدیث:15۔

30 الترمذی، **سنن الترمذی**،کتاب المناقب،باب مناقب معاذ بن جبل وزیدبن ثابت الخ، رقم الحدیث:3791۔

31 ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، **سنن ابی داؤد**، (بیروت: المکتبۃ العصریۃ،2015ء)،کتاب الادب،باب ماجاءفی البناء، رقم الحدیث:5237۔

32 البخاری، **الجامع الصحیح**،کتاب الرقاق، باب ماجاءفی الرقاق وان لا عیش الا عیش الآخرة، رقم الحدیث:6412۔

33 ایضاً،کتاب الایمان،باب حلاوة الایمان، رقم الحدیث:16۔

34 مسلم، **صحیح مسلم**،کتاب التوبة،باب سقوط الذنوب بالاستغفار توبة، رقم الحدیث:2749۔

35 الترمذی، **سنن الترمذی**،کتاب المناقب،باب مناقب معاذ بن جبل وزیدبن ثابت الخ، رقم الحدیث:3791۔

36 ابن ماجۃ، محمد بن یزید القزوینی، **سنن ابنِ ماجة**، (ریاض: دارالسلام،2014ء)،کتاب المقدمة،باب فضل من تعلم القرآن وعلمه، رقم الحدیث:219۔

37 ابن ابی شیبہ، ابو بکر بن عبد اللہ بن محمد، **المصنف**، (ریاض: مکتبۃ الرشد،1409ھ)، رقم الحدیث:3165۔

38 مالک بن انس، الامام، **المؤطا**، (بیروت: دار إحیاء التراث العربی،1406ھ)، رقم الحدیث:1726۔

39 البخاری، **الجامع الصحیح**،کتاب الادب، باب رحمة الناس والبهائم، رقم الحدیث:6013۔

40 المتقی الہندی، علاء الدین علی بن حسام الدین، **کنزالعمال**، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ،1401ھ)، رقم الحدیث:24829۔

41 الترمذی، **سنن الترمذی**،کتاب صفة الجنة،باب ماجاء فی صفةالجنة ونعیمها، رقم الحدیث:2526۔

42 البخاری، **الجامع الصحیح**،کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة،باب من شبه اصلا معلوماالخ، رقم الحدیث:7314۔